زکوٰۃ کی شرح، قطع ید اور دیگر قرآنی احکامات کے مفہوم میں تبدیلی

ناظم تعلیمات آزاد کشمیر کے ملحدانہ خیالات

آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر مظفر آباد کے ناظم تعلیمات نے ۱۹ رجنوری سٹوڈنٹس یونین گورنمنٹ ڈگری کالج مظفر آباد کے جلسہ رسم حلف وفاداری میں ایک تقریر کی تھی اس تقریر میں انہوں نے اسلام کے بعض بنیادی اور مسلمہ اصولوں کے بارہ میں ایسے خیالات کا اظہار کیا تھا جن کے خلاف ملک بھر میں شدید ردّعمل کا اظہار کیا گیا۔ قرآن کریم کے جن ارشادات کے بارے میں شیخ صاحب نے رائے زنی کی وہ یہ ہیں :

۱۔ زکوٰۃ کی شرح

۲۔ قطع ید کا مفہوم قرآن اور سنت کی روشنی میں

۳۔ قرآنی احکامات کے مفہوم اور معانی میں تبدیلی کے امکانات

شیخ صاحب کی تقریر سے ملک میں جو ہیجان برپا ہوا اس کی وجہ سے حکومت نے بجا طور پر یہ موزوں فیصلہ کیا کہ اس بارہ میں دین کے مستند اور مسلمہ علماء اور فضلاء کی رائے معلوم کی جائے۔ اس لئے حکومت آزاد کشمیر کے سیکرٹری تعلیمات جناب محمد یعقوب ہاشمی صاحب نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت میں شیخ صاحب کی مفصل تقریر ٹیپ ریکارڈ سے نقل کروا کر بھیجی کہ آپ اس بارہ میں رائے قائم کرسکیں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تقریر کو ملاحظہ فرما کر حسب ذیل جواب لکھوایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ صاحب کے خیالات قرآن حکیم کے قطعی نصوص اس کے مفہومات اور صحیح اسلامی نظریات سے متصادم ہیں۔ چونکہ ناظم تعلیمات نے کھلے مجمع میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور پھر

یہ مسئلہ پریس میں بھی زیر بحث آچکا ہے۔ اس لئے ہم شیخ الحدیث مدظلہ کیطرف سے دیا گیا جواب یہاں شائع کر رہے ہیں۔

★

شیخ محمود احمد صاحب ناظم تعلیمات آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر مظفر آباد کی تقریر (جو انہوں نے گورنمنٹ ڈگری کالج کے جلسۂ رسم حلف وفاداری میں بتاریخ ۱۹ر جنوری کی تھی) غور سے ملاحظہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ شیخ صاحب موصوف مسٹر پرویز اور ڈاکٹر فضل الرحمن کے نہج پر الحاد اور تحریف دین کے دلدادہ ہیں۔ اگر انہیں اس قسم کی مجالس میں لب کشائی کے مزید مواقع فراہم کئے جائیں تو ان کی اسلام دشمنی، قرآن و حدیث میں رائے زنی فقہاء کرام اور محدثین حضرات پر طعنہ زنی کے بہت سے خفیہ عزائم کھل کر عوام کے سامنے آجائیں گے۔

تعجب ہے کہ فن طب اور ڈاکٹری کے اصول و فروع سے بے خبر شخص کو تو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ محض زبان دانی اور فن طب کی چند کتب اور تراجم کے مطالعہ کے بعد اس فن کے مسائل پر بحث کرے۔ جب تک کہ وہ مکمل نصاب طب پڑھ کر عملی امتحان میں کامیابی حاصل نہ کرے۔ اسی طرح موجودہ مروجہ قوانین کی تشریح اور ان کے مطالب و مفاہیم کو وہی متعین کر سکتا ہے جو کسی لاکالج سے فارغ التحصیل اور ماہر ہو۔ مگر شریعت قانون الٰہی کو ہر ایک اپنی تحقیق کا نشانہ بناتا ہے۔ حالانکہ اسے ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرات، حدود و تعزیرات سے تفصیلاً علی وجہ البصیرۃ واقفیت نہ بھی ہو اور نہ ان کو دین کے ماخذ یعنی قرآن کریم اور احادیث نبویہ (علی صاحبہا الف الف تحیہ) میں تعمق و تحقق کا ملکہ میسر ہو۔ اور نہ احکام منصوصہ، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ پر اسے عبور حاصل ہو اور نہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تفاسیر سے آشنا ہو اور نہ احادیث نبویہ پر محققانہ نگاہ رکھتا ہو۔ صرف عربی لغت کے استمداد اور چند تراجم کے مطالعہ سے وہ دینی مسائل پر بحث و تنقید شروع کرنے لگتا ہے۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو حکم ہے۔

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (الآیۃ) — اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کیا کریں۔

انما شفاء العی السوال۔ (الحدیث) — جہل کا علاج یہ ہے کہ اس کے بارے میں اہل علم سے مسائل دریافت کئے جائیں۔

شیخ صاحب کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی موجودہ زمانہ کے دوسرے متجددین

کی طرح دین کی تحصیل میں تراجم اور زبان دانی پر قناعت کی ہے۔ دوسرے صناعات اور فنون ادبیہ وغیرہ علومِ طبعیہ کی طرح علمِ دین کے لئے مستند ماہرین کا تلمذ اور اس میں بصیرت حاصل کرنے کے لئے معتدبہ وقت خرچ کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ اس لئے صاحب قرآن کے عملی اور قولی تشریح اور صحابہ کرام جن کو قرآنِ مجید کے مطالب و مسائل کا علم (بلا واسطہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے۔ اور تابعین ائمہ مجتہدین، مفسرین و محدثین کی بیان کردہ تشریحات سے بالاتر ہوکر زکوٰۃ کو ٹیکس بتایا۔ سرقہ کی حد میں قطع ید (ہاتھ کاٹنا) کے مفہوم کو لغت سے احسان و انعام قرار دینے لگا اور سرقہ کے مفہوم میں ہر ناجائز استحصال کو مندرج کرکے ساتھ ساتھ فقہاء کرام کے ساتھ تمسخر کرنے لگا کہ انہوں نے بلاوجہ سرقہ کے مفہوم سے کئی جزئیات مستثنیٰ کر دئیے ہیں۔ آگے بڑھ کر خود اپنے آپ کو اس کا اہل قرار دیا کہ "ید" کا معنیٰ اکرام لیا اور شریعتِ مطہرہ کی مقرر کردہ حد کو منسوخ سمجھا۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

شیخ صاحب کے مزعومہ معنی کو نہ تو خود رسولِ پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے، باوجودیکہ آپ اہل لسان تھے، اعقل البشر تھے، روئے زمین پر بلاغت و فصاحت میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ مزید برآں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مطالب بیان کرنے کا خود ذمہ لیا ہے:

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ یقیناً ہم ہی اس قرآن کریم کی تشریح و بیان کریں گے

اور اسی طرح شیخ صاحب کے بیان کردہ معنی سے یہ حقیقت ظاہر ہوگئی ہے کہ ان کے خیال میں صحابہ کرام نے بھی یہ معنی نہیں سمجھے ورنہ مخزومیہ کے معاملے میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بناکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ بھیجتے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عتاب آمیز خطاب فرماکر یہ حقیقت واضح کردی۔ حَدٌّ مِنْ حُدُوْدِ اللہِ ۔ کہ حدود اللہ میں سفارش کی کوئی گنجائش نہیں اور اس میں رد و بدل کا کوئی مجاز نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی عبادت ہے نہ کہ ٹیکس۔ جس طرح کہ نماز، روزہ، حج عبادات اور حقوق اللہ ہیں۔ کوئی انسان کسی کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ معاف نہیں کرسکتا۔ اگر ان امور میں صاحب رسالت یا حکومت یا اور کسی کا حق ہوتا تو جسطرح ایک انسان دوسرے حقوق العباد میں اپنے حق سے دست بردار ہوسکتا ہے اور اپنے حق کو معاف کرسکتا ہے تو یہ نماز، روزہ وغیرہ بھی انسان کیطرف سے قابل معافی ہوتے تو جسطرح نماز کی رکعات اور اوقات میں کسی کو کمی بیشی۔ رد و بدل کا حق حاصل نہیں اسی طرح زکوٰۃ کے مقادیر میں کمی بیشی کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا ہے۔ "بدقسمتی سے ہم نے زکوٰۃ کے تصور کو مرورِ ایام کے

ساتھ ترقی نہیں دی، زکوٰۃ کا حکم قرآن میں بیسیوں جگہ موجود ہے۔ شرح زکوٰۃ کہیں بیان نہیں ہوئی۔ اس میں اللہ پاک کی بہت بڑی حکمت تھی۔ کیونکہ اصول زکوٰۃ غیر متبدل چیز تھی اس کا تو حکم دے دیا گیا۔ شرح زکوٰۃ کوئی ایسی ہو ہی نہیں سکتی تھی جو غیر متبدل نہ ہو۔ اس لئے شرح زکوٰۃ بیان نہ ہوئی کیونکہ مرور ایام کے ساتھ حالات کے ساتھ، زمانے کے ساتھ، مختلف ماحول میں مختلف شرحیں رکھنی پڑتی ہیں۔"

مذکورہ بالا شیخ صاحب کی تقریر کا متن ہے۔ اب آپ ذرا مسٹر پرویز کی نام نہاد اسلامی تحقیق کو دیکھئے۔ پرویز اپنی کتاب "قرآنی فیصلے" کے صفحہ ۲۵ میں رقمطراز ہے:

> "زکوٰۃ اس ٹیکس سے علاوہ اور کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں ہے، اس لئے کہ شرح ٹیکس کا انحصار ضروریات ملی پر ہے۔ حتیٰ کہ ہنگامی صورتوں میں حکومت وہ سب کچھ وصول کر سکتی ہے جو کسی کی ضرورت سے زائد ہو۔"

مسٹر پرویز اسی کتاب کے ص ۱۲ میں لکھتا ہے:

> "زکوٰۃ یعنی حکومت کے ٹیکس کی شرح میں تغیر و تبدّل کی ضرورت ایک ایسی حقیقت ہے جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں آتی۔"

ان عبارات سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شیخ صاحب درحقیقت مسٹر پرویز کے افکار کے ترجمان ہیں اور دونوں کا مبلغ علم ایک جیسا ہے۔

شیخ صاحب کا استدلال اور اس کا مختصر جواب

شیخ صاحب نے وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ سے استدلال کیا ہے یعنی ضرورت سے زائد تمام مال کو خرچ کرو اس کے متعلق واضح رہے کہ ماہرین قرآن و تفسیر نے اس کو خیر و خیرات پر محمول کیا ہے۔ اور ابن عباسؓ نے اسکو منسوخ کہا ہے۔ "رواہ ابن ابی حاتم"

لیکن زکوٰۃ پر اس کو کسی نے محمول نہیں کیا اور اصولی طور سے یہ صحیح بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر قرآن کریم کا یہ مطلب ہوتا کہ ضرورت سے زائد مال کو وجوبی طور سے خرچ کیا جائے گا۔ تو پیغمبر علیہ السلام کا ڈھائی فیصد اور دیگر متعدد اجناس کے مختلف مقادیر زکوٰۃ مقرر کرنا قرآن سے تصادم اور مخالفت ہوتا ــــ اور یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے ایک محکم اور دائمی حکم کے مقابلہ میں ایک متضاد حکم نافذ کریں۔ اس کے بعد شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"کہ حضور نے اپنے زمانے میں اپنے ماحول کے مطابق کچھ شرحیں مقرر کی تھیں

لیکن حضرت عمرؓ جن کی خلافت میں، اور رسول پاکؐ کے زمانے میں صرف اڑھائی سال حضرت ابوبکرؓ کی خلافت آتی ہے، انہوں نے اپنے زمانے میں گھوڑوں پر زکوٰۃ کی شرح عائد کی جو کہ حضورؐ نے عائد نہیں کی۔ مالِ تجارت پر انہوں نے شرح زکوٰۃ لگائی جو کہ حضورؐ نے نہیں لگائی جس کا مطلب یہ ہے کہ عمر یہ سمجھتے تھے کہ زکوٰۃ جو ہے اسکی شرح ایک متبدل چیز ہے۔"

اس کے متعلق واضح رہے کہ گھوڑوں اور مالِ تجارت میں زکوٰۃ حضورؐ نے خود لگائی ہے۔ بیشک عامل کی وصولی غیر مصرح ہے:

روی الدارقطنی مرفوعاً فی کل فرس سائمۃ دینار او عشرۃ دراھم وروی ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعدّ للبیع۔	دارقطنی مرفوع روایت بیان کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک گھوڑے میں (جو سال کے بیشتر حصہ میں چرنے پر گذارہ کرتا ہو۔) ایک دینار زکوٰۃ لازم ہے۔ ابوداؤد شریف نے بھی بروایت سمرہ بن جندب آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ ہمیں ان گھوڑوں سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیتے جو تجارت کیلئے ہوتا۔

نیز یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت عمرؓ نے جس نوعیت سے زکوٰۃ کی وصولی عائد کی تھی وہ کسی ضرورت پر مبنی نہیں تھی۔ لہٰذا شیخ صاحب کا استدلال غلط ہے۔ بلکہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اہل شام اصرار کر رہے ہیں کہ ہم سے گھوڑوں کی زکوٰۃ بھی وصول کریں تو حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کے بعد لکھا۔ اِنْ اَحَبُّوْا فَخُذْهَا مِنْهُمْ۔ یعنی اگر اپنی مرضی سے کوئی دیوے تو وصول کیا کریں۔ (کتاب الاموال لابی عبید ص ۴۶۵)

شیخ صاحب کہتے ہیں:

"اور حضرت علیؓ نے جو فرمایا ہے کہ اگر کسی معاشرے میں احتیاج باقی ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہاں زکوٰۃ نہیں دی جا رہی۔"

—— تو حضرت علیؓ کی اس عبارت سے ہر صاحب غرض اپنے منشاء اور غرض کے مطابق استدلال کرے گا۔ بعض کہیں گے کہ اس میں اشتراکیت کیطرف لطیف اشارات ہیں کہ یہ سرمایہ دار جب غریبوں

کے حقوق ادا نہیں کرتے، لہٰذا ان غریبوں اور مزدور طبقہ کی داد رسی کرنی چاہیئے۔ اور کوئی کہے گا کہ اس میں سرمایہ داری کیطرف اشارہ ہے کہ سرمایہ زیادہ سے زیادہ جمع کرنا چاہیئے تاکہ احتیاج ختم ہو جائے۔ اور کوئی کہے گا کہ شرح زکوٰۃ کے غیر متبدل ہونے کی طرف اشارہ ہے مگر حقیقت صرف یہ ہے کہ اس میں زکوٰۃ نہ دینے پر دنیوی وبال کیطرف اشارہ ہے جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے:

ما ظهر الغلول في قوم الا القى الله	کسی قوم میں جب خیانت کی بیماری پھیل جائے
في قلوبهم الرعب ولا فشا الزنا	تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈالدیتا
في قوم الا كثر فيهم الموت	ہے اور جب کسی قوم میں زنا کا مرض پیدا ہو
ولا نقص قوم المكيال والميزان	جائے تو ان میں موت وہلاکت زیادہ کر دیتا
الا قطع عنهم الرزق ولا حكم	ہے اور جو لوگ تول ماپ میں کمی کرتے ہیں
لغير حق الا فشا فيهم الدم	ان پر رزق کی تنگی کا وبال نازل فرماتا ہے۔
ولا ختر قوم بالعهد الا سلط	اور جو لوگ ناجائز فیصلے کرتے ہیں ان پر خونریزی
عليهم اليهود۔	کا عذاب مسلط کر دیتا ہے اور جو قوم عہد شکنی
(رواہ مالک)	کرتی ہے تو ان پر یہود مسلط کر دیتا ہے۔

قطع ید کے مفہوم میں تحریف شیخ صاحب نے چور کے ہاتھ کاٹنے سے مراد اس پر احسانات وغیرہ بند کرنا لیا ہے۔ لیکن صرف ید کا اطلاق اگرچہ احسان پر آتا ہے، مگر قطع ید کا معنی لغت عربی میں ہاتھ کاٹنا ہے اور اسی معنی کو پیغمبر علیہ السلام نے مراد لیکر چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے:

عن عائشةؓ ان قريشاً اهمّهم	حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کو
شان المرأة المخزومية التي سرقت	قبیلہ مخزومی کی ایک عورت سے چوری کے
فقالوا من يكلم فيها رسول اللهؐ	فعل نے پریشان کر دیا۔ قریش نے باہمی مشورہ
فقالوا ومن يجترئ عليه الا اسامة	کیا کہ اس عورت کو ہاتھ کاٹنے کی سزا سے
حِبُّ رسول الله صلعم فكلّمه	بچانے کے لئے حضورؐ کی خدمت میں
اسامة فقال رسول اللهؐ اتشفع	سفارش کرنی چاہیئے۔ سب نے حضرت
في حدّ من حدود الله ثم	اسامہؓ کو منتخب کیا کیونکہ وہ آنحضرتؐ کے
قام فاختطب فقال يا ايها الناس	محبوب تھے، تو حضرت اسامہؓ نے جب
انما هلك الذين قبلكم انهم	سفارش کی تو بارگاہِ رسالت سے جواب ملا

كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها۔

کہ تم حدود اللہ میں سفارش کرتے ہو پھر حضور اکرمؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑتے اور جب کوئی نادار چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ (خدانخواستہ) چوری کرتی تو میں ضرور اس کے ہاتھ کو کاٹتا۔

اسی طرح خلفاء راشدین نے اپنے زمانہ خلافت میں چوروں کے ہاتھ کاٹنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں۔ اور قطع ید سے تمام محدثین۔ ائمہ اربعہ۔ فقہاء کرام اور تمام کے تمام ماہرین قانون اسلامی نے ہاتھ کاٹنا مراد لیا ہے نہ کہ احسان واکرام۔ لہذا شیخ صاحب نے قطعی طور پر قرآن مجید میں جرم تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔

مفہوم قرآن میں تبدیلی -؟ قرآنی احکام کے مفہوم میں تبدیلی درحقیقت تحریف ہے۔ ظاہر ہے کہ الفاظ قرآن سے جو معانی ارادہ کئے گئے ہیں۔ درایۃً یا روایۃً۔ تفسیراً یا تاویلاً درست نہیں قرآن مجید کے الفاظ سے ایسا معنی مراد لینا کہ نہ تفسیر ہو نہ تاویل نہ درایت سے حاصل ہو نہ روایت سے تو اسکو تحریف معنوی کہتے ہیں۔

وقد كان فريق منهم يسمعون كلام الله ثم يحرفونه من بعد ما عقلوه وهم يعلمون فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله (الآیۃ)

اور یہود میں ایک گروہ ایسا تھا کہ وہ تورات سن سن کر اس میں تحریف و تبدیلی کرنے لگتا حالانکہ وہ اس کے صحیح مفہوم کو سمجھ چکے ہوتے۔ پھر ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی خود نوشت باتوں کو خدا کیطرف منسوب کرتے ہیں۔

اور الفاظ کے معانی کو تبدیل کرنے سے احکام بدلتے ہیں اور شارع کی اجازت کے بغیر کسی حکم شرعی کو بدلنا نئی تشریع ہے۔ گویا بدلنے والے خود مقنن (قانون ساز) ہیں ـــ تو یہ قانون الٰہی نہ ہوا بلکہ انسانی قانون ہوا۔

قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الیّ۔ آنحضرتؐ کو خطاب ہے کہ

آپ ان کو بتا دیجئے کہ مجھے بھی اس کتاب میں اپنی طرف سے تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں میں تو صرف وحی الٰہی کا تابع ہوں۔

مزید برآں اگر اس کا مراد وہ ہوتا تو فاقطعوا ایدیکم عنہما۔ فرمانا ضروری ہوتا یعنی اپنے احسانات ان پر بند کر دو۔ بہرحال آیت مذکورہ حد سرقہ میں از روئے شرع محکم ہے۔ اس میں تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اور تاویل کرنا درحقیقت الحاد ہے۔ پس جسطرح دین اسلام کے مسلمات اور قرآنی کلمات اور شرعی اصطلاحات میں نئی نئی تعبیر کا فتنہ سب سے پہلے باطنیہ اور قرامطہ نے برپا کیا اور امت نے بالاتفاق ان کو کافر خارج از اسلام قرار دیا۔ تو اسی طرح دیگر متجددین کی نئی ضرورتوں کے مطابق نئی معانی پیدا کرنے والوں کے ایسے نظریات ملحدانہ اور کافرانہ ہیں۔

مطبوعات بیگم ہمایوں ٹرسٹ رجسٹرڈ۔ لاہور

مشہور تاریخی واقعات دوسرا ایڈیشن | از سید نصیر احمد جامعی۔ مقدمہ از سید نظر زیدی۔ اسلامی تاریخ کے ایسے واقعات جو اپنے آثار و نتائج کے اعتبار سے سرمایہ عبرت بن گئے ہیں۔ حوالہ جات مستند اور انداز بیان دلکش ہے۔ کتاب کے آخر میں خطبہ حجۃ الوداع مع متن شامل کیا گیا ہے۔ قیمت -/۶ روپے

سیدنا عثمانؓ ابن عفانؓ اللہ اور رسولؐ کی نظر میں | از شیخ محمد نصیر ہمایوں بی اے۔ مقدمہ از مولانا محمد حنیف ندوی مستند احادیث اور آیات قرآنی کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے اور خلیفہ سوم کی سیرت و سوانح کو نہایت جامعیت کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔ یہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے اور اس میں سر سلطان محمد آغا خان مرحوم کے اس مقدمے کا ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے جو انہوں نے محمد اے حارث کی تصنیف "دی گریڈ امید" کے لئے لکھا تھا۔ قیمت -/۳ روپے

فضائل صحابہؓ و اہل بیتؓ | مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز خلف الرشید امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب نے وہ اسباب و علل بیان فرمائے ہیں جن کے باعث امت مسلمہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ مقدمہ محمد ایوب قادری ایم اے نے لکھا ہے۔ قیمت -/۵ روپے

جواہر العلوم | مصنفہ علامہ طنطاوی مصری۔ ترجمہ: مولانا عبدالرحیم کلاچوی۔ یہ کتاب آیات قرآنی متعلقہ مناظر قدرت کی دلکش تفسیر ہے۔ ایسے اچھوتے انداز میں لکھی گئی ہے کہ پڑھتے ہوئے دیدہ و دل کو سرور ملتا ہے۔ قیمت -/۵ روپے

جامع الآداب یعنی مجموعہ اسلامی آداب | مترجم مولانا عبدالرحیم کلاچوی۔ یہ مشہور عربی کتاب آداب الافتی کا ترجمہ ہے اور اس میں اسلامی معاشرے پر قابلیت سے بحث کی گئی ہے۔ قیمت -/۴ روپے

ناظم بیگم ہمایوں ٹرسٹ رجسٹرڈ ۶۵ ریلوے روڈ لاہور